۲ غزل

اس سبق کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

بولنا
- کسی بات، پیغام، کلام، نشریات، کہانی اور مکالمے کو سن کر ترتیب سے دہرا سکیں۔

پڑھنا
- متن پڑھ کر خیالات، آرا اور رویوں کا آپس میں تعلق سمجھتے ہوئے رائے پیش کر سکیں۔
- غزل کی شاعری میں مطلع اور مقطع کی شناخت کر کے ان کا فرق سمجھ سکیں۔

لکھنا
- غزل کے اشعار کی حوالوں (شاعری کے پس منظر، انداز بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کر سکیں۔

قواعد/زبان شناسی
- اصنافِ نظم کے محاسن (علم بیان) کو شناخت کر سکیں۔
- واحد جمع بنا سکیں اور استعمال کر سکیں۔

خاص الفاظ	اَغیار	چرخ	راحت فَزا	رَنج
	عَرض	مُضطرِب	ناصح	وعدہ وفا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

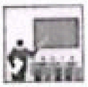

- طلبہ کو اصنافِ نظم کے محاسن خاص طور پر تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل کی شعری اور نثری مثالیں دے کر وضاحت کریں اور عبارت/اشعار میں شناخت کے لیے مشق کرائیں۔

مومن خان مومنؔ (۱۸۰۰ء۔۱۸۵۱ء)

مومن خان مومنؔ (۱۴ مئی ۱۸۰۰ء) دہلی میں پیدا ہوئے۔ دبستان دہلی سے تعلق رکھنے والے اردو زبان کے مشہور شاعر اور اسد اللہ خاں غالب کے ہم عصر تھے۔ مومن خان نام اور مومن تخلص تھا۔ والد کا نام غلام نبی خاں تھا۔ مومن کے دادا سلطنت مغلیہ کے آخری دور میں شاہی طبیبوں میں داخل ہوئے اور حکومت سے جاگیر بھی حاصل کی۔ ان کے والد کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بہت عقیدت تھی۔ چناں چہ شاہ صاحب موصوف نے ہی مومن خاں نام رکھا۔ گھر والوں کو یہ نام ناپسند تھا اسی لیے انھوں نے آپ کا نام حبیب اللہ رکھنا چاہا لیکن آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے نام سے نام پایا۔ مومن بچپن ہی سے ذہین طبع تھے اور حافظہ بہت اچھا تھا۔

آپ نے عربی و فارسی، طب، نجوم اور موسیقی میں جلد ہی کمال حاصل کر لیا۔ اصناف شاعری میں قصیدہ، رباعی، واسوخت، غزل، ترکیب بند، مثنوی سبھی میں طبع آزمائی کی ہے۔ دبستان لکھنؤ کے شعرا کے برعکس انھوں نے اپنی شاعری کو فحش اور ابتذال سے بچا کر صحت مند حدود میں رہنے دیا۔ بیشتر اشعار میں روایت یا مفروضات کم ہیں اور ذاتی تجربات زیادہ، اسی لیے شاعری میں ایک عاشق کا تصور ابھرتا ہے جو میر تقی میر کی خود سپردگی اور خاک ساری، لکھنوی شعرا کی ہوس ناکی اور کج روی اور غالب کی نرگسیت اور خود پسندی سے قطعی مختلف ہے۔ مومن خان مومنؔ نے ۱۸۵۱ء میں وفات پائی۔

پڑھیں

> **پڑھنے سے پہلے پوچھیں**
> - مومن خان مومنؔ کس صنفِ شاعری کی وجہ سے مشہور ہیں؟
> - مومنؔ کی شاعری کا دور کون سا ہے؟

اثر اُس کو، ذرا نہیں ہوتا
رنج راحت فزا نہیں ہوتا

بے وفا، کہنے کی شکایت ہے
تُو بھی، وعدہ وفا نہیں ہوتا

ذکرِ اغیار سے ہُوا معلوم
حرفِ ناصح، بُرا نہیں ہوتا

تُم ہمارے، کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں، کیا نہیں ہوتا

ایک دشمن، کہ چرخ ہے، نہ رہے
تجھ سے یہ، اے دعا نہیں ہوتا

تم مرے پاس، ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حالِ دل، یار کو لکھوں کیوں کر
ہاتھ دل سے، جدا نہیں ہوتا

کیوں سنے؟ عرضِ مضطرب مومنؔ
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

(دیوانِ مومنؔ)

مشق

بولنا

۱۔ مومن خان مومن کے درج ذیل کلام کی ایک طالب علم بلند خوانی کرے جب کہ باقی طلبہ ان اشعار میں بیان کیے گئے موضوعات کو ترتیب سے دہرائیں۔

ٹھانی تھی دل میں، اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
کیا کریں کہ ہوگئے ناچار، جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہیں، کسی کو کسی سے ہم
منہ دیکھ دیکھ کے روتے ہیں، کس بے کسی سے ہم
ہم سے نہ بولو تم، اسے کیا کہتے ہیں بھلا
انصاف کیجیے، پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

پڑھنا

۲۔ درج ذیل اشعار پڑھ کر سوالات کے جوابات دیں۔

ایک دشمنی کہ چرخ سے نہ رہے
تجھ سے یہ اے دعا نہیں ہوتا
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
کیوں سنے عرضِ مضطرب مومنؔ
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

الف۔ درج بالا اشعار سے دو تراکیب لفظی چن کر لکھیں۔

ب۔ آخری شعر کو شاعری کی اصطلاح میں کیا کہیں گے، مطلع، مطلع ثانی یا مقطع؟ وضاحت کیجیے۔

ج۔ پہلے شعر کا مرکزی خیال لکھیں۔

د۔ دوسرے شعر میں لفظ "گویا" کی ذو معنویت کی وضاحت کریں۔

ہ۔ آخری شعر میں لفظ "مومن" کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اس کی خوبی بیان کریں۔

۳۔ انسانی معاشرے کی خوب صورتی یہ ہے کہ محبت، نفرت، غم، خوشی، غصہ، ناراضی وغیرہ کے اظہار کے موقع پر ہر انسان دوسرے انسانوں کے مقابلے میں مختلف خیالات، آرا اور رویوں کا مظاہرہ کرتا ہے جن کا آپس میں فکری اور نفسیاتی سطح پر کوئی نہ کوئی تعلق ضرور بنتا اور ہوتا ہے۔ مومن خان مومنؔ نے بھی اپنی اس غزل میں اپنے محبوب اور اپنی کیفیات کا باہم تعلق اور موازنہ بیان کیا ہے۔

درج ذیل غزلیہ متن پڑھ کر مختلف خیالات، آرا اور رویوں کا آپس میں تعلق سمجھتے ہوئے اپنی رائے تحریر کریں۔

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا
رنج راحت فزا نہیں ہوتا
بے وفا کہنے کی شکایت ہے
تُو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا

لکھنا

۴۔ اس غزل میں موجود مطلع اور مقطع کی نشان دہی کریں۔

۵۔ درج ذیل غزلیہ اشعار کے حوالوں (شاعری کے پس منظر، اندازِ بیان، شعری محاسن کے استعمال کی وضاحت) کے ساتھ تشریح کریں۔

ذکر اغیار سے، ہُوا معلوم
حرفِ ناصح، بُرا نہیں ہوتا
تُم ہمارے، کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں، کیا نہیں ہوتا

قواعد/زبان شناسی

اصنافِ نظم کے محاسن کی شناخت (علم بیان):

الف۔ تشبیہ اور ارکان تشبیہ

تشبیہ کے لفظی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دینا یا مثال دینا۔ اور علم بیان کی رو سے ایک چیز کسی مشترک خوبی کی بنا پر دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے جبکہ وہ خوبی دوسری چیز میں زیادہ پائی جاتی ہو تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔ مثلاً:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

بچہ چاند کی طرح خوبصورت ہے۔

اس فقرے میں بچکی خوبصورتی کو چاند سے تشبیہ دے کر اس کے حسن کو ظاہر کیگیا ہے چونکہ چاند حسن کے لحاظ سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ لہٰذا بچے کی خوبصورتی کو چاند کی مانند قرار دیگیا ہے۔

ارکان تشبیہ:۔ تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں ۔

مشبہ: جس کو تشبیہ دی جائے۔اوپر دی گئی مثالوں میں بچہ، اور ہستی

مشبہ بہ: جس سے تشبیہ دی جائے۔اوپر دی گئی مثالوں میں میں چانداور حباب

حروف تشبیہ: تشبیہ دینے کے لیے استعمالہونے والے الفاظ۔اوپر دی گئی مثالوں میں کی طرح، کی سی

وجہ شبہ: تشبیہ کی وجہ یعنی مشترک خوبی یاخامی۔اوپر دی گئی مثالوں میں بہادری، عارضی پن یانزاکت

غرض تشبیہ: وہ مقصد جس کے لیے تشبیہ دی جائے۔اوپر دی گئی مثالوں میں بچہ بہادر ہے، زندگی عارضی یانازک ہے۔

ب۔استعارہ اور ارکانِ استعارہ

استعارہ کے لفظی معنی ادھار لینے کےہیں ۔ علم بیان کی رو سے جب کوئی لفظ اصل کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں کا تعلق تشبیکا ہو تو اسے استعارہ کہتےہیں ۔یوں سمجھ لیں کہ تشبیہ میں جو بات مشبہ میں ہوتی ہے اس کا ذکر استعارہ میں نہیں ہوتا لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو مشبہ مان لیاجاتاہے۔ مثلاً: ماں اپنے بچے کے لیے کہے: چاند سو رہا ہے۔

استعارہ کی شعری مثال دیکھیے:

اک روشن دماغ تھا نہ رہا
شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

ارکان استعارہ: استعارہ کے تین ارکان ہوتے ہیں۔

ا۔ مستعارلہ: جس کے لیے لفظ اُدھار لیاجائے اس کا ذکر استعارے میں نہیں ہوتا۔اوپر دی گئی مثالوں میں بچہ اور عظیم شخصیت بطور مستعارلہ لوگوں کے استعمال ہوئے ہیں۔

۲۔ مستعار منہ: جس لفظ سے معنی اُدھار لیے جائیں۔ جیسے اوپر دی گئی مثالوں میں چانداور روشن دماغ

۳۔ وجہ جامع: مشترک خوبی یاخامی، مثلاً: اوپر دی گئی مثالوں میں خوبصورتی اور علم کی روشنی۔

ج۔ کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی، پوشیدہ یا مبہم بات کے ہیں۔ جب کوئی لفظ حقیقی کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ اُس سے حقیقی معنی بھی مراد لیے جاسکیں۔ مثلاً: بال سفید ہوگئے مگر عادتیں نہ بدلیں۔ یہاں بال سفید ہونا سے مراد عمر کا زیادہ ہونا ہے۔

اُسے کالے نے کاٹا سے مراد سانپ نے کاٹا۔

د۔ مجاز مرسل:

اگر کسی لفظ کو حقیقی کی بجائے مجازی (غیر حقیقی) معنوں میں استعمال کیا جائے اور دونوں میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو اُسے مجاز مرسل کہتے ہیں۔

مجاز مرسل کے استعمال کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

i. جزو کہہ کر کل مراد لینا۔ مثلاً: انسان کی زندگی چار دن کی ہے۔

ii. کُل کہہ کر جزو مراد لینا۔ مثلاً: احمد لاہور میں رہتا ہے۔

iii. ظرف کہہ کر مظروف مراد لینا۔ مثلاً: اکرم نے بوتل پی۔

iv. مظروف کہہ کر ظرف مراد لینا۔ مثلاً: چائے چولہے پر رکھی ہے

ط درج ذیل مثالوں میں سے تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل کی شناخت کریں۔

i. مغلوں نے لودھیوں کو شکست دی۔

ii. صبح صبح پھول کی پتیوں پر موتی چمک رہے تھے۔

iii. وہ بڑا تنگ دل ہے۔

iv. چاند جیسا خوب صورت چہرہ۔

ی۔ درج ذیل واحد کے جمع بنائیں اور انھیں جملوں میں استعمال کریں۔

زمانہ، اثر، دوا، سوال، قدر، فرعون، شریک، دور

سرگرمی

تشبیہ، استعارہ، کنایہ اور مجاز مرسل کی ایک ایک شعری مثال لکھیں۔